13317- مجرمانہ حملے کی نتیجہ میں ہونے والا حمل ساقط کروانا

سوال

وہ مسلمان عورتیں کیا کریں جن پر مجرمانہ حملے ہوئے اوراس کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہوگئیں ، کیاان کے لیے اسقاط حمل جائز ہے کہ نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمدللہ

مسلمانوں پرذلت ورسوائی کے جوحالات گزررہے ہیں انہیں دیکھیں تویہ نظرآتا کہ اس وقت مسلمان ہرلالچی کا مطمع نظر ہے ان کی زمینوں پرناجائزقبضہ جمالیا گیا ہے ، ان کی عزت پامال کی جارہی ہیں ، اورہرجانب سے کفارقوتیں ان پرٹوٹ پڑی ہیں ، اوربہت سی آزاد مسلمان عورتیں اکثراوقات انسانی بھیڑیوں کا ھدف بنی ہوئی ہیں ، جنہیں اللہ تعالی کا کوئی خوف نہیں اورنہ ہی یہ کسی بازرکھنے والی قوت سے ڈرتے ہیں ۔

جیسا کہ آج کل عالم اسلامی کے بہت سے ممالک میں حالت بنی ہوئی ہے ، جیسا کہ بوسنیا ، یافلپائن اورشیشان میں ہورہا ہے یا پھر اریٹیریا میں یا عرب دنیا کے کمزورنظاموں کے ماتحت جیلوں میں ہورہا ہے ۔

ذیل میں ہم اس عورت کی حالت کی اہم نقاط کی نشاندھی کرتے ہیں جس پرغاصبانہ حملہ کیا گیا :

1–جس عورت پرغاصبانہ حملہ ہوااوراس نے ان مجرموں سے بچنے کے لیے اپنے دفاع میں پوری قوت صرف کی اس پرکوئی گناہ نہیں ، کیونکہ اس پرجبرہوا ہے ، اورمکرہ یعنی جبر کیے جانے والے توکفر میں بھی گناہ گارنہیں ہوتا جوکہ زنا سے بھی بڑاگناہ ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{جوشخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالی کے ساتھ کفرکرے سوائے اس کے جس پرجبرکیا جائے اوراس کا دل ایمان پربرقرارہو، مگر جولوگ کھلے دل سے کفرکریں توان پراللہ تعالی کا غضب ہے اورانہی کے لیے بہت بڑاعذاب ہے }. النحل (106) ۔

اورنبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(یقینا اللہ تعالی نے میری امت کوخطاء اوربھول اورجس پرانہیں مجبورکیا گیا ہومعاف کردیا ہے) سنن ابن ماجۃ کتاب الطلاق حدیث نمبر (2033) اورعلامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن ابن ماجۃ (1664) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

بلکہ وہ عورت جوغاصبانہ حملے کا شکارہوئی ہے جب وہ اس پہنچنے والی مصیبت پراجروثواب کی نیت کرے تووہ اس مصیبت پرصبرکرنے کی وجہ سے عنداللہ ماجورہے ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(مسلمان کوجوبھی بھوک اورتکلیف پہنچتی ہے اورجوبھی غم وپریشانی پہنچتی ہے حتی کہ اسے کانٹا بھی لگے تواللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کردیتا ہے) صحیح بخاری ، صحیح مسلم ۔

2–مسلمان نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تکلیف دہ لڑکیوں سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں تاکہ ان لڑکیوں کی تکلیف میں کمی ہو سکے اوران کی غمخواری ہو، اوران کی چھینی گئی عصمت کا نعم البدل مل سکے ۔

3–اب رہاان کا اسقاط حمل کا معاملہ : تواصل بات تو یہی ہے کہ حمل کی ابتداء سے ہی اسقاط حمل منع اور حرام ہے، جب کہ ایک نئی زندگی میں آنے والا رحم میں مستقر ہوتا ہے، اوراگرچہ یہ نیا آنے والاحرام تعلقات یعنی زنا کے نتیجے میں ہی کیوں نہ ہو اس کا اسقاط حرام ہے ۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غامدیہ عورت کو جس نے زنا کا اقرار کیا اور رجم کی سزا کی مستحق ٹھری کو حکم دیا کہ وہ اپنے جنین کے ساتھ ہی واپس جائے اور بچے کی ولادت کے بعد آئے اور پھر ولادت کے بعد اسے حکم دیا کہ وہ بچے کو دودھ پلانے کی مدت پوری کر کے دودھ چھڑانے کے بعد آئے اوراس کے بعد اس پر حد نافذ کی ۔

4–کچھ فقہاء کرام ایسے بھی ہیں جو حمل کے ابتدائی چالیس ایام میں اسقاط حمل کو جائز قرار دیتے ہیں، اور بعض روح ڈالے جانے سے قبل تک اسقاط کی اجازت دیتے ہیں، اور جتنا بھی عذر قوی ہوگا اسقاط کی رخصت بھی زیادہ ظاہر ہوگی، اور پھر جتنا بھی چالیس یوم سے قبل ہوگا اتنا ہی رخصت کے زیادہ قریب ہوگا ۔

5–اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مسلمان آزاد عورت پر فاجر وفاسق دشمن کی جانب سے غاصبانہ حملہ مسلمان عورت کے لیے بہت ہی زیادہ قوی عذر ہے، اوراسی طرح اس کے خاندان والوں کے لیے بھی قوی عذر کی حیثیت رکھتا ہے، وہ عورت اس مجرمانہ حملہ کے نتیجہ میں ہونے والے اس حمل کو ناپسند کرتی اوراس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے، تو یہ رخصت ہے اور ضرورت کی بنا پر اس کا فتوی دیا جاسکتا ہے اور خاص کر حمل کے ابتدائی ایام میں اسقاط حمل کا فتوی ۔

6–اور یہ بھی ہے کہ اس مصیبت میں بتلا ہونے والی مسلمان عورت کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس بچے کی حفاظت کرے لیکن اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لازما اسقاط حمل کروائے ، اوراگر وہ حمل باقی رہے اور مدت پوری کرنے کے بعد ولادت بھی ہو تو یہ بچہ مسلمان ہوگا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے) صحیح بخاری ۔

اور فطرت سے مراد دین توحید اور وہ اسلام ہے، اور فقہ میں مقرر ہے کہ جب والدین کا مختلف ہو تو بچہ اس کے تابع ہوگا جو دینی طور پر بہتر ہو، یہ تو اس کے بارہ میں ہے جس کا باپ معروف ہو اور پھر جس کا والد ہی نہ ہو وہ کس طرح مسلمان نہیں ہوگا ؟ وہ بلاشبہ مسلمان بچہ ہوگا ۔

اور مسلمان معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بچے کی دیکھ بھال کرے اوراس کا خرچہ برداشت کرے اوراس کی حسن تربیت کا بھی انتظام کرے، اوراسے مسکین اور مصیبت میں بتلا ماں کے لیے بوجھ نہ بنا کر رکھ دیں ۔

اور جب اسلام کے قواعد اور اصول میں رفع الحرج اور عدم مشقت وتکلیف پایا جاتا ہے، اوراس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی عفت وعصمت پر حریص مسلمان لڑکی جب وحشی اور مجرمانہ حملے کا شکار ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ اپنی عزت وشرف اور نیک نامی کے بارہ میں ڈرتی ہے کہ اس کے بعد اسے کوئی نہیں پوچھے گا اور وہ پھینک دی جائے گی یا پھر وہ اذیت وتکلیف میں پڑجائے گی مثلا قتل وغیرہ میں ۔

یا پھر وہ نفسیاتی اور عصبی مریضہ بن جائے گی یا وہ دماغی مریضہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے یا پھر اس کے خاندان میں عار اور بدنامی ہوگی اور وہ بھی ایسے معاملہ میں جس میں اس کا کوئی گناہ نہیں تھا ، یا یہ کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ کوئی ایسی امن والی جگہ حاصل نہیں کرسکے گا جہاں وہ پل سکے ، تو اس حالت میں میں کہوں گا :

اگر تو واقعی معاملہ ایسا ہی ہے تو روح ڈلنے سے قبل اسقاط حمل جائز ہے، اور خاص کر اب تو آسانی ہو چکی ہے کہ جدید میڈیکل وسائل کی بنا پر شروع یعنی پہلے ہفتہ میں ہی حمل کا علم ہو جاتا ہے، اور اسقاط حمل میں جتنی جلدی ہو اتنا ہی رخصت پر عمل کرنا وسعت رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہے، واللہ تعالی اعلم - .